AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حضور رحمتِ عالم ﷺ کا اسلوبِ دعوت اور پاکستان میں منتخب دعوتی تنظیمات کا تقابلی مطالعہ

THE DA'WAH STRATEGY OF THE PROPHET MUHAMMAD AND ITS REFLECTION IN SELECTED ISLAMIC ORGANIZATIONS IN PAKISTAN: A COMPARATIVE STUDY

Dr. ABDUL RASHEED
Assistant Professor, Bahria University, Karachi Campus
Abdulrasheed.bukc@bahria.edu.pk
Dr. RABIA
Assistant Professor, Bahria University, Karachi Campus
rabia.bukc@bahria.edu.pk
MOHAMMAD FAROOQUE
Ph.D. scholar & Visiting lecturer, University of Education Lahore (Attock Campus)
mohammadfarooque092@gmail.com

Abstract

Allah Almighty sent prophets for the spiritual and moral guidance of humanity, instructing them to invite people to His path using wisdom and appropriate methodology. The Holy Qur'an presents various approaches to Da'wah, including gentle counsel, wisdom, and persuasive reasoning. A vital aspect of effective preaching is consistency between words and actions. As the Qur'an states: "O you who believe! Why do you say that which you do not do?" (Surah As-Saff, 61:2). Among the most prominent attributes of the Prophet Muhammad (peace be upon him) were truthfulness and trustworthiness, which laid the foundation for his effective method of Da'wah. His noble character and gentle speech inspired love and trust among people, which in turn led to acceptance of his message. Love begets obedience, and obedience strengthens love—this reciprocal relationship was a defining feature of the response of the Companions (may Allah be pleased with them). However, where hatred resides in hearts and arrogance clouds vision, as in the case of the Quraysh of Mecca, acceptance becomes difficult despite evident truth. The Prophet's Da'wah mission spanned 23 years across Mecca and Medina, marked by eloquence, rational argumentation, and spiritual depth. This res.earch paper presents a comparative analysis of the Prophet's method of Da'wah and the styles of selected contemporary Islamic movements in Pakistan. It examines the preaching approaches of organizations such as Minhaj-ul-Quran (led by Dr. Tahir-ul-Qadri), Dawat-e-Islami (led by Maulana Ilyas Qadri), Jamaat-e-Islami (under Siraj-ul-Haq), and Tanzeem-ul-Arifeen (inspired by the teachings of Sultan Bahu). Drawing on authentic sources, this study highlights the need to realign modern Da'wah practices with the Prophetic model in order to meet the challenges of the contemporary era.

***Keywords**: Islam, Preaching, spiritual, Moral guidance and analysis*

تعارف موضوع

دعوتِ اسلامی وہ عظیم فریضہ ہے جو انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا بنیادی مقصد رہا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں دعوت کا اسلوب انتہائی حکمت، شفقت، رواداری اور اخلاقِ حسنہ پر مبنی تھا، جس کے اثرات نے مختصر عرصے میں معاشرے کے ہر طبقے کو متاثر کیا۔ قرآنِ حکیم نے دعوت کے لیے مختلف طریقے بیان فرمائے جیسے کہ حکمت، موعظتِ حسنہ اور مجادلہ بالتی ہی احسن۔ حضور ﷺ کی دعوتی حکمت عملی کا خاصہ یہ تھا کہ قول و فعل میں مکمل ہم آہنگی اور اخلاقِ فاضلہ کی روشنی سے لوگوں کے دلوں کو فتح کیا جاتا۔ پاکستان میں مختلف دینی تنظیمات، جیسے منہاج القرآن، دعوتِ اسلامی، جماعتِ اسلامی اور تنظیم العارفین، اپنے اپنے انداز میں دین کی ترویج اور دعوت کے کام میں مصروف ہیں۔ ان کے اسلوبِ دعوت میں علمی، روحانی، سیاسی اور تربیتی پہلو نمایاں ہیں۔ اس تحقیقی مطالعے میں حضور ﷺ کے اسلوبِ دعوت کا جائزہ لیتے ہوئے ان منتخب دعوتی تحریکات کے طریقہ کار کا تقابلی تجزیہ پیش کیا گیا ہے تاکہ موجودہ دور کے چیلنجز کے تناظر میں دعوت کے مؤثر طریقوں کی نشاندہی کی جا سکے۔ اس مطالعے کا مقصد یہ سمجھنا ہے کہ کس طرح عصرِ حاضر کی دعوتی تحریکات اپنے عمل اور حکمت عملی کو سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں مزید مؤثر بنا سکتی ہیں۔

1۔ دعوت کی لغوی و اصطلاحی تعریف: دعوت کا لفظ عربی لغت میں بلانے یا پکارنے کے معنوں میں آتا ہے۔ کسی کو نیکی کی دعوت دینا یا نیکی پر گامزن کرنا، بھلائی کے راستے کی طرف بلانا دعوت کہلاتا ہے۔ مختلف اہلِ علم حضرات نے دعوت کی لغوی و اصطلاحی تعریف مختلف طرز سے بیان کی ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"دعاالرجل دعواودعاء:ناداه،والاسم الدعوة ، ودعوت فلانا ای صحت بہ واستدعیۃ"[1]

اس شخص کے لیے دعا کی اور دعا کی: اس نے اسے پکارا، اور اس کا نام دعا ہے، اور میں نے فلاں کے لیے دعا کی یعنی میں نے اسے بلایا اور اسے بلایا گیا۔

یہاں لفظ دعوت بلانے اور دعا کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی کے کسی کو پکارا جانا یا اس کے لیے دعا کرنا یہ سب معنی دعوت کے لیے مستعمل ہیں۔ اسی سے ''داع'' جس کے معنی دعاۃ ہے۔ مزید وضاحت کرتے ہیں:

والدعا ۃ قوم یدعون الی بیعۃ ھدی اوضللۃ واحدھم داع ورجل داعیۃ اذا کان یدعوا الناس الی بدعۃ اودین[2]

اور دعائیں وہ وہ لوگ ہیں جو ہدایت یا گمراہی کی طرف بلاتے ہیں ان میں سے ایک پکارنے والا ہے اور ایک آدمی پکارنے والا ہے اگر وہ لوگوں کو بدعت یا دین کی طرف بلائے۔

دعاہ الی الولیمۃ ودعاہ الی القتال والبنی داعی اللہ وھم دعاۃ الحق[3]

اس نے اسے ولیمے کے پاس بلایا، اور اس نے اسے جنگ کے لیے بلایا اور بیٹوں نے خدا کی طرف بلایا اور انہوں نے حق کی طرف بلایا۔

دعوت دراصل نیکی اور بدی دونوں ہو سکتی ہے یعنی کہ دعوت کے معنی ''بلانا'' ہے۔ کسی کو نیکی کی طرف بلانا یا پھر بدی کی دعوت دینا۔ یہ سب مفہوم اس میں آتے ہیں لیکن جب یہ لفظ اللہ کے رسولوں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو اب یہ دعوت وسیع معنوں میں آجاتا ہے کیونکہ نبی کا ہر امر حکم ربی ہوتا ہے اس میں خواہشات کا عمل دخل نہیں ہوتا اور یہاں غلطی کا امکان نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے رشد وہدایت کے لیے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے جنہیں دعوت دینِ کا اہم فریضہ سونپا جو لوگوں کے لیے مشعل راہ ہے۔[4]

آپ یہاں دعوت کو دعا سے موسوم کر رہے ہیں کیونکہ دعوت سے ہی لفظ دعا بنا ہے جس کے معنی پکارنا یا کسی کو کسی کام کی ترغیب دینا اور اس میں اس جذبے کو ابھارنا دعوت کہلاتا ہے۔ لوگوں میں نیکی کا جذبہ بیدار کرنا یا پھر ان میں بھلائی کا شوق ذوق پیدا کرنا یا اس کی طرف رغبت دلانا دعوت کے ذمرے میں آتا ہے۔

2۔اسلوب کا مفہوم: اسلوب دراصل طرز، طریقہ اور اندازِ بیاں کے معنوں میں آتا ہے۔ کسی بھی کام کو کرنے کا انداز اسلوب کہلاتا ہے۔ اپنے خیالات وجذبات کا اظہار میں زبان و بیاں کا طرز اسلوب کے مفہوم میں آتا ہے۔ جب انسان اپنے کسی دینی فریضے کو سرانجام دیتا ہے تو اس میں اس کا طرزِ عمل بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اگر اندازِ بیاں شیریں اور دلچسپ ہو گا تو بات کا اثر بھی ہو گا اور لوگ عمل پیرا بھی ہوں گے اور اگر اندازِ گفتگو تلخی اور حقارت پر مبنی ہو گا تو مخالفین پیدا ہوں گے جو دوری کا سبب بنے گے۔ عربی لغت میں اسلوب منہج کے معنی میں بیان ہوا ہے جیسا کہ ''ڈاکٹر عبدالرحمن بدوی'' اپنی تحریر کردہ کتاب ''مناہج البحث العلمی'' میں رقم طراز ہیں: لغوی معنی ''نہج، منہج اور منہاج: واضح راستہ'' کو کہتے ہیں۔ "نہج الطریق النھج ، استنھج :راستہ واضح ہونا،نھج الطریق وانھجہ :راستے کو واضح کرنا، نھجہ: روش اختیار کرنا۔"[5] یہاں آپ اسلوب کو منہج یعنی راستے کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ منہج یعنی کسی کو راستے کی طرف رہنمائی فراہم کرنے کا نام ہے۔ اسلوب اصطلاحی اعتبار سے منہج قواعد وضوابط کے ایسے مجموعے کا نام ہے جو عالمانہ بحث کو مرتب کرے۔ ڈاکٹر صاحب منہج (اسلوب) کی تعریف کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: ایسے قواعد کا مجموعہ جن کے ذریعے علوم کی تہہ تک رسائی کا راستہ اختیار کیا جا سکے اور معین نتیجے تک پہنچنے تک یہ قواعد عقل کے ساتھ رہیں اور عقلی جولانیوں کی حدود متعین کریں۔[6]

---

[1] لسان العرب، ابن منظور الافریقی العلامۃ، مطبع نشر ادب الحوزہ، ایران، 1405ھ، ص:258،ج:14

[2] ایضا، ص:259

[3] اساس البلاغۃ، زمحشری، محمد بن عمر، دار المعرفۃ، بیروت، 1978ء، ص:131

[4] دعوت الی اللہ کے عناصر اور شرعی حیثیت تعلیمات نبوی کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ، حقان، حافظ صلاح الدین، file:///G:/127-398-3-PB.pdf، 2014ء، ج:2، ش:1، ص:31

[5] مناہج البحث العلمی، بدوی، ڈاکٹر عبدالرحمان، دار النھضۃ العربیۃ، 1964ء، ص:5

[6] ایضا۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسلوب دراصل عقلی کیفیات وجذبات کے اظہار کا نام ہے۔انسان اپنے خیالات کا اظہار زبان وبیاں سے کرتا ہے۔اسی کے تحت انسان علوم کی حقانیت تک رسائی حاصل کرتا ہے اور اپنے عقلی مسائل کو حل کرتا ہے۔حفیظ صدیقی اردو اسالیب پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں: کسی ادیب یا شاعر کا وہ طریقہ ادائے مطلب یا خیالات وجذبات کے اظہار وبیان کا وہ ڈھنگ ہے جو اس خاص صنف کی ادبی روایت میں مصنف کی اپنی انفرادیت (انفرادی خصوصیات) کے شمول سے وجود میں آتا ہے اور چونکہ مصنف کی انفرادیت کی تشکیل میں اس کا علم، کردار، تجربہ، مشاہدہ، افتادِ طبع، فلسفہ حیات اور طرزِ فکر واحساس جیسے عوامل ملکر حصہ لیتے ہیں، اس لیے اسلوب کو مصنف کی شخصیت کا پرتو اور اس کی ذات کی کلید سمجھا جاتا ہے۔[7]

ساری بات کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلوب کا تعلق انداز سے ہے اور دعوت کا تعلق بلانے سے ہے۔اگر اسلوب بیاں اچھا ہو گا تو دعوت پر اس کے اثرات مثبت رونما ہوں گے اور اگر اسلوب منفی ہو گا تو دعوت کے اثرات بھی منفی ہوں گے۔اگر انسان کا نیکی کی طرف لوگوں کو پکارنے کا انداز دلکش ہو گا تو قارئین کے لیے توجہ کا باعث ہو گا اور اگر نیکی کے کام کے لیے اندازِ گفتگو گالی گلوچ اور برے الفاظ پر مبنی ہو گی تو اثرات متنفر ہوں گے جسے انسانی ذہن قبول نہیں کرے گا اور دعوت کا صحیح حق ادا نہیں ہو گا۔

3۔قرآنی تعلیمات میں اسلوبِ دعوت کے احکامات: قرآن کے اسلوبِ دعوت پر اگر بات کی جائے تو پورا کلام الٰہی حکمت وعبرت آموز موضوعات پر مبنی ہے۔ربِ کائنات پرتاثیر الفاظ میں اپنے نبیوں سے مخاطب ہوتا ہے اور انہیں سہل اور نرم انداز میں نصیحت فرماتا ہے۔اس کی بہترین مثال سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات ہیں جو نزول وحی کی ابتداء ہیں جس میں پہلا خطاب اللہ کا اپنے بندوں سے وحدتِ خداوندی کا تعارف ہے دوسرا تخلیق انسان کا راز تیسرا علم وحکمت کے نور سے جہالت کی تاریکیوں کے انقطاع کا اعلان۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کلامِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: پڑھئے اپنے پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے 'پڑھئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے اس نے تعلیم دی قلم سے انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہیں جانتا تھا۔[8]

قرآن کا مقصد منطقی اور فلسفیانہ دلائل وبراہین کے ذریعے مخاطب کا منہ بند کرانا، اس پر غلبہ حاصل کرنا یا اس میں احساس شکست پیدا کرنا نہیں بلکہ اس کا مقصد ہے کہ دلوں کے دریچے حق کے لئے کھل جائیں اور شک وشبہات کو دور کرکے رشد وہدایت کی راہ واضح ہو سکے لہذا اس نے خود اپنے اسلوب دعوت کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے۔[9] اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ [10]

(اے نبی ﷺ) اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت وحکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحث کرو ایسے طریقے سے جو بہترین ہو۔تبلیغِ دعوت کے یہ تین اصول اللہ نے مسلمانوں کو متعارف کروائے۔

(۱) عقل وحکمت

(۲) موعظہ حسنہ

(۳) مناظرہ بطریق احسن

اللہ اپنے حبیب ﷺ کو یہاں یہ تعلیم دے رہا ہے کہ جب لوگوں کو ان کے رب کی طرف سے لائی ہوئی تعلیمات کی دعوت دو تو نہایت ہی عمدہ طریقے سے بلاؤ۔اسلوب بیاں محبوب ﷺ آپ کا حکیمانہ طرز پر ہو، اس میں عمدہ نصیحت موجود ہو جو لوگوں کے دلوں پر اثر انگیز ہو، گفتگو خیر خواہی کے جذبات سے مزین ہو، نرم اور شیریں کلام ہو۔یعنی کے ایسا طرز ہو جو بہتر ہو۔

4۔رسول اللہ ﷺ کا طریقہ دعوت: قرآنی دعوت وتبلیغ کی عملی تفسیر نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ ہے۔آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ اسلوبِ دعوت کے اعتبار سے جامع کمالات کا مجموعہ ہے۔آپ ﷺ کا دعوتی منہج تین بنیادوں پر مشتمل ہے۔

---

[7] کشاف تنقیدی اصطلاحات، صدیقی، حفیظ، مرتبہ ابوالاعجاز، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1985ء، ص: 13

[8] القرآن العلق 96:5-1

[9] قرآن کا اسلوب دعوت اور معاشرے پر اس کے اثرات، پڑھیار، صدیقی، حافظہ ماریہ، ناصر الدین، کراچی، ۲۰۱۹ء، التفسیر، ج: ۱۳، ش: ۳۴، ص: ۷۷

[10] القرآن النحل ۱۶:۱۲۵

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

(۱) عمل کے ذریعے دعوت: اس ذمرے میں داعی کا اپنا کردار مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔اس کا کردار روشن شمع کی مانند ہوتا ہے جو اپنی روشنی سے اپنے ارد گرد کے تاریک ماحول کو روشن کر دیتا ہے۔ایساہی کردار رسولِ کریم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کا تھا۔ابتداء میں آپ ﷺ نے اپنے اخلاق و کردار سے واضح کر دیا کہ آپ ﷺ صادق اور امین ہیں اور خدا کے سچے آخری رسول ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے تبلیغ دین کے حوالے سے اپنا کردار عمل سے پیش کیا۔اسلوبِ دعوت کا بھی یہی اہم پہلو ہے کہ آپ کا قول و فعل ایک ہو۔اس میں تضاد نہ ہو۔قرآنی تعلیمات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا اظہار عمل کے ذریعے بھی فرمایا جیسا کہ قرآن کی یہ آیت مبارکہ ہے کہ اللہ نے فرمایا:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ
11

کہہ دو کہ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں،اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔داعی الی الحق کے خدائی پیمانہ و معیار یہ ہے کہ وہ خود تمام مکارم اخلاق اور خوبیوں سے مزین ہو اور قرآن کے متعلقہ علوم میں مہارت رکھتا ہو۔

(۲) خلوص نیت سے دعوت: اسلامی تعلیمات کا اہم پہلو یہ ہے کہ ہر عمل خدا کی رضا اور خوشنودی کے لیے مقصود ہو، نیک نیتی پر مبنی ہو، نمود و نمائش کا ذریعہ نہ ہو، اس حوالے سے رسولِ کریم ﷺ کی شخصیت منفرد تھی۔آپ کا ہر عمل اخلاص پر مبنی تھا اور ہر نبی و رسول کی تعلیمات بھی یہی رہی ہیں۔انہوں نے حق و صداقت کے ساتھ اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔اللہ تعالیٰ کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اَسْاَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍاِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعَالَمِیْنَ[12]

اور میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔میرا اجر تو تمام جہانوں کے رب کے ذمے ہے۔

قرآنی تعلیمات کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے دعوتِ دین میں اخلاص نمایاں تھا۔وہ دینِ حق کا اہم فریضہ خدا کی رضا کے خاطر سرانجام دیتے تھے اور کسی سے کوئی اجرت کے طالب نہ تھے۔صرف اللہ کی خوشنودی مقصود تھا۔یہی وجہ ہے کہ ہر نبی نے اپنی قوم سے یہ فرمایا میں تم سے کسی اجرت کا طالب نہیں ہوں۔مجھے میرا اجر دینے والی ذات رب العالمین کی ہے۔اس کے ذمے ہے مجھے اجر دینا،بس تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے حکم کی اتباع کرو۔یہ خاص وصف ہے تبلیغ دین کے حوالے سے کہ انسان اجر کی امید بندوں کے بجائے اللہ کی ذات سے رکھے کیونکہ وہی ایک ذات ہے جو قادر مطلق ہے۔اس آیتِ مبارکہ میں داعی حضرات کے لیے بہت اہم پیغام ہے جس پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

(۳) حبِ انسانیت: انسانیت کا احترام اور ان سے محبت یہ ابنیاء علیہم السلام کا بہترین اسلوبِ دعوت رہا ہے، تمام انبیاء علیہم السلام کا یہی طریقہ رہا ہے، انہوں نے انسانیت سے محبت کا درس دیا ہے اور اسی طرز سے دعوت کا پیغام لوگوں تک پہنچایا ہے۔یہی وہ محرک تھا جس کے باعث آپ ﷺ نے حق کی راہ میں ہر مصیبت کا احسن طریقے سے سامنا کیا۔رسولِ کریم ﷺ کی انسانیت سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ اس قدر ان کے لیے غمزدہ رہے کہ اپنی جان کی بھی فکر نہ کی۔یہاں تک کہ ربِ کریم کا حکم نازل ہوا۔اللہ نے فرمایا:

فَلَعَلَّكَ بَاخِــعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُـوْا بِـھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا[13]

اے نبی ﷺ شاید آپ ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کھودینے والے ہوا گر یہ اس تعلیم پر ایمان نہ لائے۔

رسولِ کریم ﷺ رات دن اپنی امت کے لیے فکر مند رہتے یہاں تک کہ اپنے آرام اور سکون کو بھی مدنظر نہیں رکھتے۔بس یہی فکر تھی کہ کاش میری امت ایمان لے آئے۔آپ ﷺ نے اپنے اس مشن کی مثال اس انداز سے سمجھائی۔

---

11 القرآن الانعام۶: ۱۶۴۔۱۶۳

12 القرآن الشعراء۲۶: ۱۰۹

13 القرآن الکھف۱۸: ۶

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

انما مثلی و مثل امتی کمثل رجل استوقد نارا فجعلت الذباب والفرش یقعن فیھا وانا اخذبحجزکم و انتم تقحمون فیھا [14]

میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی اور جب آس پاس کا ماحول آگ کی روشنی سے چمک اٹھا تو یہ کیڑے پتنگے اس پر گرنے لگے اور وہ شخص پوری قوت سے ان کیڑے پتنگوں کو روک رہا ہے لیکن پتنگے ہیں کہ اس کوشش کو ناکام بنائے دیتے ہیں (اسی طرح) میں تمھیں کمر سے پکڑ کر آگ سے روک رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں گرے پڑے ہو۔[15]

رسول اللہ ﷺ کی دعوتِ حق میں ایک واضح خصوصیت ''انسانوں سے محبت کرنا'' ہے۔ آپ ﷺ لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتے اور ان میں خوف خدا پیدا کرتے تھے اور اندازِ گفتگو اس قدر شیریں تھا کہ مسلم تو مسلم بلکہ دشمن بھی متاثر ہو جاتے تھے۔ آپ ﷺ شب و روز اپنی امت کے لیے فکر مند رہتے تھے۔ اسی لیے راتوں کو جاگ جاگ کر اپنی امت کی مغفرت کی دعا فرماتے۔

5۔ مکی و مدنی زندگی کی روشنی میں اسلوبِ دعوت کی امثال: راہِ حق میں اللہ کے رسول ﷺ کو طرح طرح مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ ﷺ نے صبر و استقلال، تحمل اور دلنشین انداز میں دعوتِ دین کا پیغام جاری رکھا۔ کہیں پر بھی کسی کے لیے بددعا جیسے کلمات ادا نہیں کیے اور نہ ہی کسی کے ساتھ زبردستی کی بلکہ ہمیشہ اپنی قوم کے لیے دعا کرتے رہتے تھے۔ یہ محمد عربی ﷺ کی ہی دعا تھی جس کی بدولت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دینِ اسلام قبول کر کے اسلام کو سربلندی عطا فرمائی اور ایک وسیع اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا۔ مکی و مدنی زندگی میں ایسے بہت سے واقعات موجود ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ نرم انداز میں لوگوں دینِ حق کی دعوت دی۔ یہاں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

1۔ جب قریشِ مکہ کی اذیتیں طبیعت پر گراں گزری تو آپ ﷺ طائف تشریف لے گئے یہاں بنو ثقیف کے تین سردار آباد تھے جو آپس میں بھائی تھے۔ جن کے نام عبد یا لیل، مسعود اور حبیب تھا۔ یہ تینوں عمر بن عمیر بن عوف ثقفی کی اولاد تھے۔ انہوں نے بھی رسولِ کریم ﷺ کی دعوتِ دین پر سخت طرز سے جواب دیا۔ آپ ﷺ ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

اذفعلتم ما فعلتم فاکتموا علی [16]

جو سلوک میرے ساتھ کیا ہے اسے مخفی رکھنا۔

انہوں نے یہاں تک نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

اخرج من بلدنا [17]

آپ ہمارے شہر سے نکل جائیں چلے جائیں۔

انہوں نے اپنے شہر کے اوباش اور احمق لوگ آپ ﷺ کے تعاقب میں لگا دیا جنہوں نے آپ ﷺ پر پتھروں کی بارش کی اور آپ ﷺ کو لہولہان کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ قرن الشعالب کے مقام پر پہنچے۔ وہاں آپ ﷺ کے پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا۔ اور فرمایا کہ اگر آپ مجھے حکم دے تو میں انہیں ان دو پہاڑوں کے مابین پیس کر رکھ دو۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

ارجوان یخرج اللہ من اصلابھم من یعبداللہ لا شریک بہ شیاء[18]

نہیں! بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو واحد لا شریک ذات کی عبادت کریں گے۔

---

14 سنن ترمذی، الترمذی، محمد بن عیسیٰ، باب ماجاء فی مثل ابن آدم واجلہ واھلہ، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۲ء، ح: ۲۸۷۴، ج: ۵، ص: ۱۵۴

15 قرآن کا اسلوب دعوت اور معاشرے پر اس کے اثرات، محولہ بالا، ص: ۸۰

16 الرحیق المختوم، مبارکپوری، صفی الرحمن، لاہور، مکتبہ سلفیہ، ۲۰۰۰ء، ص: ۱۸۰

17 ایضا: ص: ۱۸۱

18 ایضا: ص: ۱۸۲

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اہلِ طائف کے اس رویے پر رسول کریم ﷺ ان کے لیے بد دعا نہیں فرماتے بلکہ حسن خلق کا مظاہرہ فرماتے۔ ان کے اس شدید ردِ عمل پر حلم، شفقت اور عفو و کرم کا معاملہ فرماتے۔ اس کے علاوہ ابو لہب کا طرز عمل ہمارے سامنے ہے جو رسول اللہ ﷺ کو طرح طرح کی اذیتیں دیتا، آپ ﷺ کا تعاقب کرتا، صابی و کذاب کہتا۔[19] یہی وہ شخص تھا جس کے لیے سورۃ الہب کا نزول ہوا اور اس کے لیے سخت وعید کا ذکر آیا۔

2۔ 8ھ میں فتحِ مکہ کا معرکہ پیش آیا جس میں آپ ﷺ کو اللہ نے بڑی کامیابی عطا فرمائی، دینِ اسلام کو غلبہ عطا فرمایا، قریشِ مکہ سے بتوں کا خاتمہ کیا اور مسلمان فاتحانہ طرز سے بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو تین سو ساٹھ بت سے پاک صاف کیا۔ رسولِ کریم ﷺ بت توڑتے جاتے اور فرماتے جاتے:

جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا[20]

حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

اس موقع پر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کو واضح کر دیا۔ آپ ﷺ خانہ کعبہ کی چھت پر جلوہ افروز ہوئے اور شکرانے کے نفل ادا کیے، قریش مکہ سے مخاطب ہوئے اور ان سے خطبہ فرمایا:

لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ صدق اللہ وعد ونصر عبدہ وھزم الاحزاب و حدہ[21]

سوائے اللہ واحد کے کوئی الا نہیں وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور مشرکین کی جماعتوں کو شکست دی۔ خطبے کے اختتام پر آپ ﷺ نے قریش مکہ سے فرمایا:

اے قریش! جانتے ہو میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟ انہوں نے کہا: آپ اچھا ہی سلوک کریں گے کیونکہ آپ شفیق ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں تم سب آزاد ہو۔[22]

اس قول سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آپ ﷺ کا بہترین اسلوبِ دعوت تھا۔ لوگوں نے بے شمار اذیتیں دی۔ اب جب اللہ نے فتح و نصرت سے آپ ﷺ کو نوازا تو آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان کر کے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا۔

6۔ پاکستان کی تنظیمات کا تعارف: حالاتِ حاضرہ میں دعوت و تبلیغ اتنا ہی اہم فریضہ ہے جتنا ابتداء میں تھا کیونکہ اسلام ایک دائمی دین ہے اور یہ قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ قرآن و حدیث میں اس سلسلے میں اس قدر تاکید کے ساتھ احکامات موجود ہیں کہ فریضہ دین کی اشاعت و تبلیغ کی ذمہ داری سے کوئی شخص بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ یہ افراد کے ساتھ ساتھ حکمران طبقے کی بھی ذمہ داری ہے۔ دینِ اسلام انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ کوئی شخص اپنی لاعلمی، تعصب یا کسی اور سبب سے دینِ اسلام سے رہنمائی حاصل نہ کر رہا ہو تو یہ الگ بات ہے لیکن اگر ایک انسان اپنے مسائل اور اسلام میں دیئے گئے اس مسئلے کے حل میں دونوں کو ساتھ ساتھ رکھ کر غور کرے تو اسے معلوم ہو گا کہ اس کے مسئلے کا حقیقی حل اسلام ہی نے دیا ہے کیونکہ دینِ اسلام مکمل اور اکمل دین ہے اس کی وضاحت قرآن میں اس انداز سے ہوئی ہے کہ اللہ نے فرمایا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا[23]

آج میں تمہارے لیے تمہارا دین پورا کر چکا اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور میں نے تمہارے لیے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے۔

---

[19] زاد المعاد، ابن قیم، کراچی، نفیس اکیڈمی، 1990ء، ص: 696

[20] القرآن بنی اسرائیل ۱۷: ۸۱

[21] سیرت ابن ھشام، ابن ھشام، عبدالملک، لاہور، ادارہ اسلامیات، ۱۹۹۲ء، ص: ۲۵۶، ج: ۱

[22] سیرت ابن ھشام، ابن ھشام، عبدالملک، مترجم: دہلوی، سید یسین علی حسنی نظامی، لاہور، ادارہ اسلامیات، ۱۹۹۲ء، ص: ۲۷۰، ج: ۱

[23] القرآن سورۃ مائدہ 3:5

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تبلیغِ دین کی اشاعت و فروغ ایک لازمی ضرورت ہے۔ عصرِ حاضر میں تبلیغِ دین کے لیے یہ بات اہم ہے کہ امر بالمعروف کے ساتھ ساتھ نہی عن المنکر کا بھی اہتمام کیا جائے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر[24] قرآن مجید کے یہ الفاظ امت کے رہنما کو تاکید کرتے ہیں کہ تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور بدی سے روکے۔ قرآن میں جہاں کہیں بھی امر بالمعروف کا ذکر آیا ہے وہاں نہی عن المنکر بھی ساتھ موجود ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کی جانب سے اس بات کا اہتمام ضروری ہے کہ وہ امر بالمعروف کے ساتھ ساتھ منکرات و فواحش کے انسداد کے لیے باقاعدہ ملکی سطح پر قانون سازی کرے اور ملکی مشنیری جس طرح دیگر قوانین پر عمل کرواتی ہے اسی طرح منکرات کے کم ارتکاب کو یقینی بنائے۔ ڈاکٹر سعد ناصر لکھتے ہیں: عصرِ حاضر میں تبلیغ کے درست اثرات مرتب نہ ہونے کا ایک بنیادی سبب یہ ہے کہ ہم نے تبلیغِ اسلام فلاح عامہ اور انسانی زندگی کے دیگر مادی پہلوؤں کو ایک دوسرے سے جدا کر رکھا ہے ان دونوں کے تعلق کو جوڑ کر ہی تبلیغ موثر بنائی جاسکتی ہے۔ عیسائی مبلغین کو یہی فوقیت حاصل ہے کہ وہ اپنی تبلیغ اپنے فلاحی اداروں کے ذریعے کر رہے ہیں۔ ایک شخص بیمار ہو اسے دوائی کی ضرورت ہو۔ ایک بھوکا ہو اسے کھانے کو چاہیے ایک شخص پریشان حال ہو اسے اس کی پریشانی سے نکالنے کی ضرورت ہو۔ اگر ہم اسے تبلیغ کریں گے تو ہمارا یہ طریقہ موثر نہیں ہو گا بلکہ ہمیں چاہیے کہ ان کے عین مشکل وقت میں اس کی مدد کرکے اس کے جذبات کو جیتنے کی کوشش کریں۔ یہ کام عیسائی اور دیگر لوگ کر رہے ہیں جبکہ اس کے بالمقابل مسلمانوں کا طریق دعوت ان تمام فلاحی کاموں سے کٹا ہوا ہے۔ ہمارے ہاں ایک طبقہ کے نگاہ میں افراد سازی کے لیے سیاست سے بالکل قطع تعلق ہو نا ہی تبلیغ ہے اور دوسری جانب تبلیغ پر سیاست غالب ہے ان دونوں میں اعتدال کی راہ ہی حقیقی دعوتی انداز ہو گا۔[25]

اس تحریر کے مدِ نظر سرزمین پاکستان کو بھی ایسے ہی داعی حضرت کی ضرورت ہے جو ان کے لیے روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ جسمانی مرض کی دوا کا بھی باعث بنیں۔ خطہ سرزمین پاکستان میں بے شمار تبلیغی تنظیمات موجود ہیں جو دین کے حوالے سے اپنی خدمات پیش کر رہی ہیں۔ ذیل میں چند پاکستان کی تبلیغی تحریکوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس میں ان کے داعی کے اسلوبِ دعوت کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔

1۔ جماعتِ اسلامی: جماعت اسلامی (جے آئی) 26 اگست 1941ء میں لاہور میں وجود میں آئی۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، قاضی حسین (موجودہ سراج الحق) دیگر 74 افراد نے ملک میں اسلامی انقلاب لانے کی مشترکہ جدوجہد کے لیے اس کی بنیاد رکھی۔ پارٹی کا ماننا ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور وہ اس کی وکالت کرتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات کا سیاست اور ریاستی امور سمیت زندگی کے تمام معاملات میں اطلاق ہونا چاہیے۔ اس پارٹی کا منشور یہ ہے کہ اسلامی انقلاب، اسلامی فلاحی ملک، اتحاد بین المسلمین، کرپشن سے پاک ملک اور جمہوریت۔ اس پارٹی نے 'قرار دادِ مقاصد' متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا جو بعد ازاں آئین کا دیباچہ بنا۔ پارٹی نے قرارداد کی حمایت حاصل کرنے کے لیے بڑے پیمانے پر مہم کا آغاز کیا۔ جماعتِ اسلامی نے تمام دستیاب فورمز پر معاملہ اٹھانے اور قرارداد کے مسودے میں بھی فعال کردار ادا کیا۔[26] یہ تحریک بھی زیادہ مقبول نہ ہو سکی اگرچہ اس کا منشور بہت اعلیٰ تھا لیکن اپنے منشور کے مطابق اپنی خدمات عصر حاضر کے مطابق سرانجام نہیں دے سکی۔ ابتداء میں کافی ترقی اس تحریک کو ملی پر اب کوئی خاص کام دعوت و تبلیغ کے حوالے سے سرانجام دیتی ہوئی نظر نہیں آرہی۔

2۔ دعوتِ اسلامی: پاکستان میں موجود یہ تنظیم جو دعوتِ دین کا کام سرانجام دے رہی ہے جو 1981ء میں وجود میں آئی۔ جس کے بانی ''علامہ الیاس قادری'' ہیں۔ ان کی سرپرستی میں یہ تنظیم جاری و ساری ہے۔ اس تنظیم کا اہم ہدف ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔'' اس تنظیم کے افراد کا کہنا ہے کہ ''ان کا دعوت دین کا پیغام امیر اہلسنت کی شب و روز کوششوں کے نتیجے میں آج دعوت اسلامی کا مدنی پیغام تادمِ تحریر دنیا کے کم و بیش 66 ممالک میں پہنچ چکا ہے اور کامیابی کا سفر جاری ہے۔''[27] اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس تنظیم میں دعوت الی اللہ کا پیغام موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ کے دعوتی اسلوب کو اپنانے کی کاوش کی گئی ہے اور مختلف دینی موضوعات کی کتب شائع کرکے لوگوں کو دین اسلام کی طرف راغب کیا گیا ہے۔ وسیع پیمانے پر دین کا پیغام پھیلانے کی کاوش جاری و ساری ہے۔ انہوں نے دعوتِ

---

[24] القرآن آل عمران 104:3

[25] تبلیغِ دین میں نبی اکرم ﷺ کا طریقہ کار اور دورِ حاضر میں تبلیغ جین کے مساعی، ناصر، ڈاکٹر سعد، اسلام آباد، فکر و نظر، 1995ء، ج:26، ش:204

[26] جماعت اسلامی، Dawn news، تاریخ: 27-3-2021

[27] تعارف امیر اہلسنت، مجلس المدینۃ العلمیۃ، 2007ء، کراچی، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ، ص:6

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دین کے لیے مختلف ٹی وی چینلز کا انعقاد کیا ہے جس میں دینی موجوعات کے تحت عام فہم الفاظ میں دعوت دین کا آغاز کیا ہے۔ دعوتِ اسلامی کا اسلوبِ دعوت سادہ، عام فہم اور اثر انگیز ہے۔ اندازِ بیان نرمی پر مبنی ہے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

عن عائشه زوج النبی ﷺ عن النبی ﷺ قال ان الرفق لایکون فی شی ء الا زانه ولا ینزع من شی ء الاشانه[28]

نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اس کو زینت بخشش دیتی ہے اور جس چیز سے بھی نرمی نکال دی جاتی ہے اسے بدصورت کر دیتی ہے۔[29]

نرم لہجہ اور اسلوب دلوں پر اثر انگیز رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو نرمی کی تاکید فرمائی اور اسے زینت قرار دیا۔ دعوتِ اسلامی کے اسلوب دعوت میں بھی یہ عنصر موجود ہے جس کے باعث یہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور لوگوں کے لیے متاثر کن ہے۔ ان کے شرکاء کا کہنا ہے کہ ان کا دعوتی اسلوب محبت اور امن پر مبنی ہے جس سے غیر مسلم دامن اسلام سے وابستہ ہو رہے ہیں۔ اس جماعت کے لوگوں کا کہنا ہے کہ: جب 2 ستمبر 1981ء کو عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوت اسلامی کا آغاز ہوا۔ اس امام کی اپنے رفقا کے ساتھ مل کر کی جانے والی خلوص سے بھرپور قابلِ رشک کوششوں کی بدولت دعوت اسلامی ترقی کی منزلیں طے کرتی گئی اور اس امام کو دنیا ''امیر اہل سنت مولانا محمد الیاس عطار قادری'' کے نام سے جاننے لگی اور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد آپ کو اپنا رہبر و رہنما مان کر اسلام کی روشن تعلیمات عملی طور پر اپنانے لگی۔[30]

اس تنظیم کی یہ خاصیت ہے کہ اس کے رفقاء کی تعداد کثیر ہے۔ پاکستان سے باہر ممالک میں بھی ان کی دعوتی سرگرمیاں جاری و ساری ہیں اور دین کا پیغام بڑے پیمانے تک پہنچانے کے لیے کوشاں ہیں۔ مزید لکھتے ہیں: یہ تحریک اسلامی اصولوں پر دل و جان سے عمل پیرا ہے اور عرصۂ دراز سے شریعت و سنّت اور تصوف و احسان پر عمل کی جو تڑپ مولانا محمد الیاس قادری نے دعوتِ اسلامی سے وابستہ افراد میں پیدا کی تھی اس میں کسی بھی قسم کی کمی واقع نہ ہو اور نیا تشکیل دیا جانے والا یہ نظام کسی بھی طور پر شریعت کے خلاف نہ ہو ان تمام پہلوؤں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے **مرکزی مجلسِ شوریٰ** قائم کی اور تنظیمی نظم و نسق اسے سونپ کر بہترین منتظم ہونے کا ثبوت دیا۔[31] دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے 26 اراکین ہیں جن کے پاس ملک و بیرون ملک کی مختلف ذمہ داریاں ہیں۔[32]

علم کے میدان میں بھی یہ لوگ سرگرم عمل ہیں اور دینی و دنیاوی تعلیم کے لیے کوشاں ہیں۔ دعوتِ اسلامی کے مدارس اور جامعات بھی قائم ہیں۔ اس تنظیم کا کہنا ہے کہ ''مدرستہ المدینہ سے ہزاروں بلکہ لاکھوں بچے بچیاں حفظِ قرآن و ناظرہ قرآن پڑھ کر فارغ ہو چکے ہیں نیز ہزاروں خوش نصیبوں نے جامعۃ المدینہ سے درسِ نظامی یعنی عالم کورس مکمل کر لیا ہے۔''[33] اس وقت ان کے تین شعبہ جات جاری و ساری ہیں جس کے اسماء مدنی چینل، بچوں کا مدنی چینل اور سوشل میڈیا۔[34] اس کے علاوہ یہ تنظیم فلاحی کاموں میں بھی سرگرم عمل ہے ان کا کہنا ہے کہ ''2005ء میں کشمیر میں زلزلہ آیا تو دعوت اسلامی نے بھی زلزلہ زدگان کے ساتھ خیر خواہی کی۔ 2020ء میں کرروناوائرس کی وبا پھیلی تو وبا سے متاثر ہونے والے 20 لاکھ مسلمانوں تک پکا ہوا کھانا، راشن، اناج اور نقد رقم ارسال کی۔''[35] اس کے علاوہ دار المدینہ کے نام سے انٹرنیشنل اسلامک اسکولنگ سسٹم رائج ہے جو دینی و دنیاوی علوم کے لیے سرگرم ہے۔ ٹرانسلیشن ڈیپاٹمنٹ قائم ہے جو مستند اسلامی کتب میں تراجم کا کام سرانجام دے رہا ہے

---

28 صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ والآداب، باب فضل الرفق، ح:6602، ص:1073

29 https://shamilaurdu.com/hadith/muslim/6602/، تاریخ:19-8-2022

30 https://www.dawateislami.net/magazine/ur/dawateislami-madani-khabrain/dawateislami-ki-taraqqi، تاریخ:19-8-2022

31 ایضا

32 دعوت اسلامی کے بارے میں دلچسپ معلومات، المدینۃ العلمیہ، 2021ء، ص:18

33 ایضا، ص:20

34 ایضا، ص:28

35 ایضا، ص:40

۔آئی ٹی کا ڈیپارٹمنٹ قائم ہے جو انفارمیشن ٹیکنالوجی سے وابستہ ہے۔اس شعبہ کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ :''اس شعبے نے انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ذریعے دنیا بھر میں نیکی کی دعوت عام کرنے کے لیے تقریبا 61 ویب سائٹس اور 38 موبائل ایپلیکیشنز بنائی ہیں۔ان میں ''القرآن فی التفسیر'' اور ''پریئر ٹائم'' بہت نمایاں ہیں۔[36]

3۔ تنظیم العارفین: پاکستان میں ''العارفین'' تنظیم بڑی اہمیت کی حامل ہے۔یہ تنظیم جہاں دینِ حق کا اہم فریضہ ادا کر رہی ہے وہی ساتھ ساتھ علمی و تحقیقی معاملات میں بھی ترقی کر رہی ہے۔انٹرنیشنل سطح پر ان کے مقالا جات موجود ہیں جو علمی میدان میں ترقی کا باعث ہیں۔قرآنی علوم میں دسترس حاصل کر کے لوگوں کو دین کی طرف راغب کرتے ہیں ان میں اکثر حضرات اہلِ علم موجود ہیں۔''حسن و قار'' لکھتے ہیں: سلطان العارفین، برہان الواصلین حضرت سخی سلطان محمد باھو (قدس اللہ سرّہٗ) کا شمار دنیا کے صفِ اول کے صوفیاء کرام میں ہوتا ہے۔آپ (قدس اللہ سرّہٗ) نے اصلاح و فلاحِ انسانیت کے لیے آفاقی کارنامے سرانجام دیئے۔آپؒ کی عظیم الشان خدمات میں سے ایک اہم کام آپؒ کی تحریریں ہیں۔جو پچھلے تقریبا 350 سال سے راہ حق کے پیاسوں کو جام معرفت پلا رہی ہیں۔آپؒ نے اپنے عہد کی دو بڑی زبانوں فارسی اور لہندی (پنجابی) میں طبع آزمائی فرمائی۔مشہور روایت کے مطابق آپ (قدس اللہ سرّہٗ) نے کم و بیش 140 کتب و رسائل تحریر کیے۔ان میں سے آپؒ کے کلام کا ایک مجموعہ (ابیات باھو) پنجابی میں ہے جبکہ باقی کتب و رسائل فارسی زبان میں شعر و نثر کا عظیم سرمایہ آپؒ کے قلم سے صفحہ قرطاس پر تحریر ہوا۔آپؒ کے اس علم و عرفان کے نایاب سرمائے کی طرف تقریباً تین صدیوں تک کسی نے خاص توجہ نہ دی۔آپؒ کی اولاد، خلفاء اور اہلِ عقیدت نے آپؒ کی ان تصانیف کو وقتاً فوقتاً مختلف صورتوں میں شائع کیا لیکن ان میں متون کی تحقیق پہ تشنگی برقرار رہی۔آپؒ کی آل میں سے سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ نے اس میدان میں انمول اور لازوال خدمات سرانجام دے کر سلطان العارفین کی کتبِ مبارکہ کو آئندہ نسلوں کیلئے محفوظ کر دیا۔[37]

ماہنامہ مراۃ العارفین انٹرنیشنل کے چیف ایڈیٹر صاحبزادہ سلطان احمد علی ہیں۔جناب حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی آل میں سے ہیں اور پاکستان کے معروف تھنک ٹینک مسلم انسٹیٹیوٹ کے چیئرمین بھی ہیں۔جبکہ دربار حضرت سلطان باھو (رح) سے چلائی گئی اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین کے جنرل سیکریٹری بھی ہیں۔اس ماہنامہ کی ترقی یقیناً آپ کی شب و روز کی محنت کا نتیجہ ہے۔مزید لکھتے ہیں: مراۃ العارفین انٹرنیشنل مختلف جہت اور مختلف نوعیت کے تحقیقی مضامین شائع کرتا ہے۔اس رسالہ میں لکھنے والی تمام شخصیات اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔جامعات کے پروفیسر، مختلف تعلیمی اداروں کے استاد، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے محققین سمیت مفتیانِ کرام اور علمائے عظام بھی اس ماہنامہ کیلئے مقالے تحریر کرتے ہیں۔ماہنامہ مراۃ العارفین دینی و دنیوی، ملی و قومی، ملکی و بین الاقوامی، تاریخی و فکری، معاشی و معاشرتی الغرض مختلف موضوعات پر تحقیقی مقالے شائع کرتا ہے۔مزید یہ کہ مسلم انسٹیٹیوٹ کی جانب سے اتحادِ امت اور استحکام پاکستان پر مبنی پروگراموں کی رپورٹس بھی شامل کی جاتی ہیں جبکہ اصلاحی جماعت کے پلیٹ فارم سے منعقدہ پروگراموں کی تفصیلات بھی اس ماہنامہ میں شائع ہوتی ہیں۔[38]

عصرِ حاضر میں اس تحریک کی کاوش بہت بہترین ہے۔کافی کام ان کا تحقیقی نوعیت کے اعتبار سے جاری ہے۔ملک کی فلاح و بہبود کے اعتبار سے کافی حد تک کوشاں بھی ہیں۔دعوت و تبلیغ کے لحاظ سے اس تحریک کا کام علمی و تحقیقی ہے۔ممکن ہے کہ یہ تحریک عصر حاضر میں کافی مقبولیت حاصل کرے گی اور دینِ اسلام کے حوالے سے اپنی بے پناہ خدمات پیش کریں گی۔

4۔ منہاج القرآن: چوتھی صدی قبل ''تحریک منہاج القرآن'' کا قیام عمل میں آیا۔اس تحریک کا اولین فریضہ ''دعوتِ دینِ حق'' ہے جس میں چار عناصر کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔اول: آخرت کی فکر، رضائے خداوندی اور باطن کی اصلاح کی کاوشش، دوم: عقائد و ایمانیات کا تحفظ اور عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت، سوم: حالاتِ حاضرہ کے مطابق اسلام کی تعبیرِ نو۔ چہارم: دعوتِ دین کی اقامت۔

اس تحریک کی دعوت کی ابتداء 1981ء میں ہوئی جس دور میں مذہبی اجارہ دار عوام الناس کو مذہب کے متعلق اپنی من پسند تعبیر سے آگاہ کر رہے تھے۔ان حضرات کا سارا انحصار قرآن و سنت کے مستند دلائل کے بجائے ترنم، شاعری اور خوش کلامی پر منحصر تھا۔ان کی دینی تعبیرات کا اثر جب دورِ جدید کے تعلیم یافتہ نوجوانوں پر رونما ہوا تو وہ ان کے کردار و احوال سے متنفر ہو کر نوجوان نسل دین سے بیزار ہو گئے۔ان حالات میں جب ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنی دعوت و تبلیغ کا آغاز درسِ قرآن سے کیا جو عام روایتی

---

[36] ایضا، ص: 43

[37] بانی اصلاحی جماعت کی عظیم خدمات کا مختصر جائزہ، حسن، و قار، 2018ء، مراۃ العارفین، انٹرنیشنل

[38] ماہنامہ مراۃ العارفین، پاکستان کا کثیر الاشاعتی عالمی مذہبی مجلہ، احمد، لئیق، 2020، ویب سائٹ: مکالمہ

طرز سے مختلف تھا آپ نے مستند دلائل کی روشنی میں علم قرآن کی کرن نوجوان نسل میں پھیلائی۔ جدید سائنٹیفک انداز میں دین کی تشریح و توضیح کی جس سے نوجوان نسل متاثر ہوئے اور اپنے دین سے منسلک ہو گئے۔ اس تحریک نے بہت کم عرصہ میں جلد کامیابی حاصل کر لی اور لوگوں کی تعداد میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا رہا۔

ڈاکٹر صاحب نے تحریک منہاج القرآن کے آغاز کے اولین دن سے ہی احیائے اسلام، تجدید دین، دعوت و تبلیغ اور فروغِ پیغامِ تحریک کے لیے دستیاب جملہ ذرائع ابلاغ کو نہایت ہی مہارت کے ساتھ استعمال کرتے آرہے ہیں۔ آپ نے روایتی اور دقیانوسی سوچ و فکر کے حاملین کی طرح سائنسی ایجادات کو دین کے پیغام کے فروغ کے منافی تصور نہیں کیا بلکہ آپ نے ان جملہ ایجادات کو ایک Tool (آلہ/ذریعہ) سمجھا جو بذاتِ خود برے نہیں بلکہ ان کا استعمال انہیں اچھا یا برا بناتا ہے۔ ثناء اللہ طاہر لکھتے ہیں: بانی وسرپرستِ اعلیٰ تحریک منہاج القرآن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری بلاشبہ نابغہ ءروزگار اور مجددِ دین و ملت ہیں، جنہوں نے اپنی دعوتی و تنظیمی مساعی کی بنیاد روایتی فکر کی بجائے عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق جدید اسلوب پر رکھی۔ یہی وجہ ہے کہ جدتِ فکر و نظر تحریک منہاج القرآن کے خمیر میں شامل ہے۔ 80ء کی دہائی میں ہی شیخ الاسلام نے اس بات کا احساس کر لیا تھا کہ جدید ذرائع سے منہ موڑنے کی بجائے اسلام کی ترویج واشاعت اور دعوتِ دین کے لیے ان ذرائع ابلاغ کو استعمال میں لانے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ اسلام دشمن قوتیں اس محاذ پر حملہ آور تھیں اور اہلِ مذہب اسے شجرِ ممنوعہ قرار دے کر اس سے گریزاں تھے۔ اسی احساس کے پیشِ نظر آپ نے تبلیغِ دین اور فروغِ تحریک کے لیے جدید ذرائع ابلاغ کا بھرپور استعمال کیا۔ بانی تحریک کی اسی جدت پسندی اور جدید سہولیات سے استفادہ نے تحریک منہاج القرآن کو عصری تحریکوں میں منفرد مقام دیا ہے۔[39]

ڈاکٹر صاحب کی شخصیت علمی و تحقیقی اعتبار سے دیگر مبلغین سے منفرد ہے۔ آپ کا دینِ اسلام کے حوالے سے کام بے پناہ ہے۔ کافی ریسرچ اور مستند دلائل کے بعد مضامین کا انتخاب کر کے اسے موضوع بحث لاتے ہیں۔ اسلوب دعوت کے لحاظ سے آپ کا انداز بیان دوستانہ اور سہل ہے۔ آسان الفاظ کا انتخاب کر کے قاری کو مطمئن کر دیتے ہیں۔

تقابلی جائزہ: دعوتِ حق کا کام بڑا اہم، دشواریوں و مصائب برداشت کرنے کا نام ہے۔ اس راہ میں انبیاء علیہم السلام کو بھی کئی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی دعوتی سرگرمیوں کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں: ''مجھے اللہ کی راہ میں اتنی اذیتیں دی گئی کہ جو کسی اور کو نہیں دی گئی اور اللہ کی راہ میں مجھے اتنا خوفزدہ کیا گیا جتنا اور کسی کو نہیں کیا گیا۔ مجھ پر تیس دن اور راتیں ایسی بھی گزری کہ میرے لیے اور بلال کے لیے کھانے کے لیے کوئی ایسی چیز موجود نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکتا ہے مگر قلیل مقدار۔''[40] معلوم ہوا کہ یہ کام اتنا آسان نہیں ہے جس کا دل کرے سرانجام دے بلکہ یہ ایک ذمہ دار انسان پر عائد ہوتا ہے جو مشکلات کو جھیل سکے، رکاوٹوں کا سامنا کرکے اللہ رب العزت پر کامل یقین رکھے تب جاکر اللہ قوموں کو عروج عطا فرماتا ہے۔

ان ساری ابحاث کا لب لباب یہی ہے کہ پاکستان میں جتنی بھی تحاریک دعوت و تبلیغ کے حوالے سے سرگرم ہیں جس میں سے چند کا تذکرہ اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی ہیں جو مختلف فرقہ واریت میں بٹی ہوئی ہیں، جن کا منشور صرف اپنی تحریک تک مختص ہے۔ اپنی جماعت کی اشاعت و ترویج ہے چاہے مقاصد بڑے بڑے ہی کیوں نہ ہو لیکن ترویج اپنے فرقے تک محدود ہے۔ علمی و تحقیقی حضرات فی الوقت دعوت و تبلیغ کا بہتر طرز میں ابتداء کر سکتے ہیں۔ ان میں سے بعض حضرات بہت احسن طریقے سے اس فریضہ کو نبھا رہے ہیں اور مزید ترقی کی طرف گامزن ہیں۔ انہی حضرات کے علم سے دوسرے مبلغین کو بھی استفادہ کرنا چاہیے اور تبلیغِ دین کے لیے دینی و دنیاوی دونوں علوم پر دسترس ضروری ہے اس کے بغیر دعوت کا مقصد نامکمل ہے اور بے اثر ہے۔ دعوت و تبلیغ میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ دعوت کسی مسلک، مذہب یا فرقہ واریت تک محدود نہ ہو بلکہ خلوص نیت، تقویٰ پرہیزگاری اور صرف خدا کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہو۔ اپنی نفسیاتی خواہش کا اس میں کوئی عمل دخل نہ ہو اور دعوت کا اسلوب بیاں قرآن اور سیرتِ طیبہ کے عین مطابق ہو۔

مذکورہ بالا تنظیمات کا جائزہ لینے کے بعد اگر تقابل کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر تنظیم کا دعوتی اسلوب کسی نہ کسی تنظیم سے وابستہ ہے اور ہر ایک نے اپنی اپنی تنظیم بنا رکھی ہے جس کے مختلف نام ہیں۔ میری اس میں ذاتی رائے یہ ہے کہ کیوں نہ ہم اسلام کے نام پر متحد ہو کر ایک ہی مذہب کے سائے تلے اپنی دعوتی سرگرمیوں کا آغاز کرے کیونکہ اس سے ہم متنفر نہیں ہوں گے بلکہ مسلم امہ میں اتحاد پیدا ہوگا۔ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کے دعوتی اسلوب کا مطالعہ کرے تو وہاں کسی کی کوئی تنظیم موجود نہیں تھی بلکہ سب کے سب اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کے تابع اور متحد تھے جبکہ آج کہ دور میں مسلم امہ بٹی ہوئی نظر آرہی ہے اگرچہ ہر تنظیم کے اغراض و مقاصد

[39] دعوت دین اور فروغ تحریک میں شیخ الاسلام کا جدید ذرائع سے استفادہ، طاہر، ثناءاللہ، ویب ماسٹر منہاج انٹرنیٹ بیورو، 2019ء

[40] ضیاء النبی، الازہری، پیر کرم شاہ، پاکستان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1440ھ، ص:314، ج:2

قانون الٰہی پر مبنی ہیں لیکن اگر ہم اپنی تنظیم کا نام ہٹا کر صرف اور صرف اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے دینِ اسلام کے ہی نام پر اپنی دعوتی سرگرمیوں کا آغاز کرے تو امتِ مسلمہ کو متحد کیا جا سکتا ہے اور لوگوں کے لیے مثالی نظام وجود میں لایا جا سکتا ہے تاکہ لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا ہوں۔ یہی رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا پیغام ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلاَ تُنَفِّرُوا[41] آسانی پیدا کرو مشکل میں نہ ڈالو، خوشخبری دو، متنفر نہ کرو۔

دوسرا اہم نقطہ یہ ہے کہ ہم نے دعوتی اسلوب کو اتنا پیچیدہ کر دیا ہے لوگوں کو اسلام قبول کرنے کے لیے دقتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اب جو بھی اسلام کو قبول کرنا چاہے تو اس کو کس تنظیم سے وابستہ ہونا چاہیے؟ یہی سوچ دین سے دوری کا باعث بن رہی ہے۔ ایک تنظیم دوسری تنظیم کو قبول نہیں کرتی جس کی وجہ سے تعصب و تنگ نظری پیدا ہو رہی ہے۔ مریدیں کی تعداد کثیر ہے جس سے لوگوں کی خیر خواہی نہیں ہو رہی۔ اگر ہم سرکار دوعالم ﷺ کے دعوتی اسلوب کو دیکھے تو وہاں دکھی دلوں کا مداوا موجود ہے اور آپ ﷺ اسلام کا نام لے کر دعوتی سرگرمیوں میں سرگرم عمل ہیں۔ پاکستان میں داعی حضرات کی کثرت عیش و عشرت کی طرف راغب ہے جو غریب لوگوں کے لیے مشعل راہ نہیں جبکہ سرکار دوعالم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ میں امیر، غریب بلکہ ہر طبقے کے لوگوں کے لیے زندگی گزارنے کے اصول و ضوابط موجود ہے۔ ساری گفتگو اسی ایک بات پر گھومتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کردار کو مثال بنا کر عملی ثبوت دعوت کی صورت میں دیا جو لوگوں کے لیے اثر انگیز رہا۔ پاکستان میں بھی جتنی جماعتیں ہیں ان کو بھی اپنے کردار و عمل سے ثبوت دینا ہوگا کہ تب جا کر ان کی دعوت اثر انگیز ہوگی اور اپنے مفاد کو ختم کرنا ہوگا صرف اور صرف منشائے خداوندی کو فروغ دینا ہوگا۔ اشتعال انگیز بیانات سے اور ایسے اسلوبِ دعوت سے پرہیز کیا جائے تاکہ لوگ اسلام سے متنفر نہ ہوں۔

13۔ نتائج و سفارشات: داعیانِ اسلام کے لیے ضروری ہے کہ وہ تعلیمات الٰہی اور سیرتِ رسول ﷺ کی روشنی میں دعوت و تبلیغ کے طریق کار متعین کریں۔ اس حوالے سے مندرجہ ذیل نکات کو مشعل راہ بنانے کی ضرورت ہے۔

1۔ پیغمبرانہ اسلوب اختیار کرتے ہوئے مدعو سے محبت اور خیر خواہی کو بنیاد بنانا چاہیے۔
2۔ مضامین دعوت واضح اور دلائل روشن ہوں جو کہ مدعو کی ذہنی سطح و نفسیات کے مطابق ہوں بصورت دیگر اصلاح کے بجائے فساد کا سبب بن سکتا ہے۔
3۔ ایسا اسلوب اختیار کیا جائے جس سے لوگ اکتا نہ جائیں اور ان کی دلچسپی برقرار رہے۔
4۔ دعوت ایک کل وقتی عمل ہے لہذا داعی کے لیے موقع شناس ہونا ضروری ہے۔ جونہی مناسب موقع میسر آئے وہ اس سے بھرپور فائدہ حاصل کرے۔
5۔ جبر و اکراہ اور شدت پسندی سے مکمل اجتناب کرتے ہوئے اپنے کردار سے دعوت پیش کرے جس سے لوگ خود بخود راغب ہوں۔
6۔ ہر ایسے قول و عمل سے اجتناب کریں کہ جس سے مدعو کی دل آزاری ہو۔ الفاظ کا مناسب اور موزوں استعمال کیا جائے جس میں تحقیر اور تمسخر کا شائبہ نہ ہو۔
7۔ دعوت کی راہ میں آنے والی مشکلات پر صبر و استقامت کرنا کسی بھی صورت میں تشدد و اشتعال کی راہ نہ اختیار کی جائے۔
8۔ داعی کو ہر موقعے پر نرمی و شفقت اختیار کرنی چاہیے جو کہ تصنع و بناوٹ سے پاک ہو۔
9۔ اول حکمت اور موعظہ حسنہ کی بنیاد ہی پر دعوت دی جائے اور مجادلے کو صرف آخری حربہ کے طور پر اپنایا جائے۔
10۔ مجادلے کی صورت میں پیغمبرانہ اسلوب دعوت کی مکمل رعایت رکھی جائے۔

ان تمام نکات کو ملحوظ رکھنے والی دعوت کے ثمرات یقینی طور پر ظاہر ہونگے جسے کوئی عصری فتنہ شکست سے دوچار نہ کر سکے گا۔[42]

ان تمام اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے داعی دعوت و تبلیغ کے فرائض سرانجام دے جس میں حسنِ خلق، حسن سلوک اور صبر و تحمل جیسے اوصاف موجود ہوں اور دوسرے فریقین کی بات کو بھی غور و فکر سے سننے اسے بھی کہنے کا موقع فراہم کرے تب جا کر اس کے اثرات مثبت رونما ہونگے۔

[41] صحیح بخاری، باب قول النبی ﷺ، کتاب: الادب، ح: 6124

[42] قرآن کا اسلوب دعوت اور معاشرے پر اس کے اثرات، محولہ بالا، ص: 81